JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

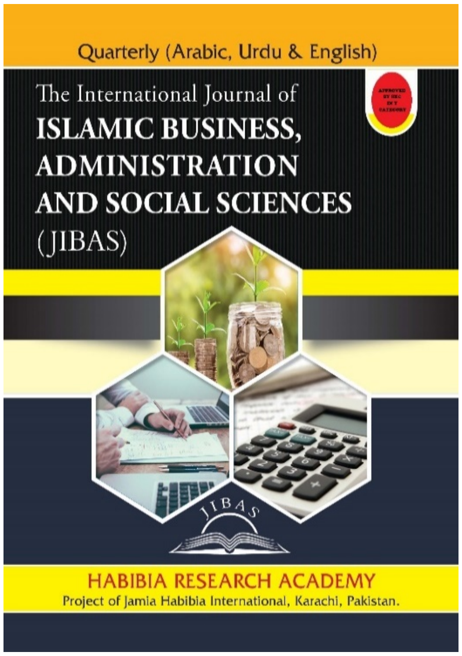

TOPIC:

RIGHTS OF STUDENT SPECIALLY WOMEN PROTECTION IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH

طالب علم کے حقوق بالخصوص تحفظ نسواں / طالبات: سیرت طیبہ کی روشنی میں

AUTHORS:

1. *Dr. Ghulam Abbas, Govt,H/S Nawab Bhoti ,Toba Tak singh, Email ID: gabbas.766@gmail.com Orcid ID:https://orcid.org/0000-0001-9705-6526*
2. *Dr. Tabussam Raza, Visting Lecturer, University of Okara, Email ID: tabassumalmadni@gmail.com Orcid ID:https://orcid.org/0000-0002-2385-1292*
3. *Dr. Farooq Ali, Principal Jamia Sher Rabani, Shekhupura, Email ID: abuahmadfarooq@mail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-3360-2713*

How to Cite: *Abbas, Ghulam, Tabussam Raza, and Farooq Ali. 2022. "RIGHTS OF STUDENT SPECIALLY WOMEN PROTECTION IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH: طالب علم کے حقوق بالخصوص تحفظ نسواں / طالبات: سیرت طیبہ کی روشنی میں". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (3): 77-96.*
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/89.

Vol. 2, No.3 || July –September 2022 || P. 77-94
Published online: 2022-09-30

QR. Code

RIGHTS OF STUDENT SPECIALLY WOMEN PROTECTION IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH

طالب علم کے حقوق بالخصوص تحفظ نسواں / طالبات: سیرت طیبہ کی روشنی میں

Ghulam Abbas, Tabussam Raza, Farooq Ali,

ABSTRACT:

In this article, girls' students' rights and women's protection in educational institutions have been described in light of Seerat-un-Nabi according to the principles of research. Allah Almighty has described the process of creation of the universe and its administration/arrangements by using the comprehensive term "Al-Haq". That's why, there is a dire need to seek guidance from Seerat-e-Tayyaba to ensure and to establish peaceful and far-reaching/result-oriented, constant and substantial educational procedures and ethical training for character building. In the light of relevant Ahadith, significant coherent and researched based events examples from Seerat-un-Nabi and from four Guided Caliphs' regimes have been discussed in this article. In accordance with these instructions, practical and prominent events of Seerat-e-Tayyaba have also been explained with argumentive and original systematic sources. The entire discussion is based on thought-provoking and insightful as well as applied and coincidental features for the protection of girls' students' educational rights and honor and dignity and their ethical training. In this age of ever-increasing importance of social media besides girls' educational rights, their integrity and righteousness can also be ensured, and they can be prepared/trained to face contemporary challenges and to find out the best ever possible and effective solutions.

Keywords: *Women's protection, Seerat-e-Tayyaba, Al-Haq, Educational procedures, Social media.*

معلوم انسانی تاریخ کے کسی دور میں بھی عورت کو کبھی متوازن، محفوظ، مکرم و محترم مقام نہیں دیا گیا۔ اسے حقِ انسانیت سے لے کر حقِ زندگی اور حقِ تعلیم سے لے کر حقِ تحفظ و احترام جیسی بنیادی اقدار سے محروم رکھا گیا۔ تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو سماج میں وہ عقلی، فطری، عملی باعزت مقام عطا کیا جس کی وہ ازل سے مستحق ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ سے محروم تھی۔ اقبال نے بھی کہا تھا: ہزار بار حکیموں نے اس کو سُلجھایا مگر یہ مسئلۂ زن وہیں کا وہیں رہا۔ زیر نظر مقالہ میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں طلبہ بالخصوص طالبات کے حقوق اور تحفظ نسواں کو تحقیقی اسلوب کے مطابق مستند حوالوں کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

نبی کریم کی سیرت کی روشنی میں طلبہ اور بالخصوص طالبات کے تحفظ اور ان کے احترام کو اس قدر یقینی بنایا گیا ہے کہ جس کا تصور بھی اس زمانہ میں محال تھا۔ خواتین کو تعلیم و ترقی کا حضور ﷺ نے حق ہی نہیں دیا، بلکہ لازمی فریضہ قرار دیا۔ اس کی ذہنی تربیت، اخلاقی نشوونما، مالی آسودگی، نام و ناموس کی حفاظت پر مبنی ایک ایسا عادلانہ، فطری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اور قانونی تحفظات پر مشتمل معاشرہ قائم کیا کہ جو رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ عورت کے بارے میں تمام جاہلی تصورات کو یک قلم منسوخ کیا۔ اس کی ناموس، تعلیم، تحفظ کو یقینی بنایا۔ اس کے عقل و شعور کی سطح کو بلند کیا۔ قعرِ مذلت سے اٹھا کر اوجِ ثریا تک پہنچایا۔ اس کی ولادت اور پرورش کو حصولِ جنت ہی نہیں، بلکہ جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ جانفزا سنایا۔ طالبات کے فطری فرائض اور مخفی صلاحیتوں کو انسانی معاشرت اور نسلِ نو کی تعلیم

وتربیت اور ارتقاکے لیے ایک ایسے پرحکمت طریقہ کار سے مربوط کر دیا کہ جس کی مثال قبل ازیں مفقود تھی۔ آج بھی تعلیمی اداروں میں طالبات کے حقوق، تحفظ، تربیت، ان کی ترقی، شخصی نشوونما، ذہنی صلاحیتوں کی آبیاری، سماجی فرائض کی ادائیگی اور اس کے انسانی حقوق کے تحفظ وتسلسل کے لیے سیرت النبی ﷺ کے آبِ شفاء اور تریاق سے ہی فی زمانہ اس کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ مسلم سوسائٹی میں طالبات جس عدم تحفظ، محرومی ومحکومی، مرعوبیت ومغلوبیت اور محکومیت جیسے منفی امتیازی طرزہائے عمل کا شکار ہیں، وہ مسلم سوسائٹی کا ذاتی طرزِ عمل ہے، سیرت النبی ﷺ سے اس پستی، تنزلی اور حق تلفی کا کوئی تعلق نہیں۔

نبی کریم کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم آپ ﷺ کی دعوت اور پیغام کا مرکز ومحور ہے۔ ریاستِ مدینہ علم وحکمت کی داعی اور معلم تھی۔ مسائل حیات کا حل اور انسانیت کی تعمیر وترقی بذریعہ تعلیم اس کا منشور تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی دعوت کا کوئی معمولی سے معمولی گوشہ بھی تعلیم گریز یا تعلیم کش نہیں تھا۔ بلکہ فروغِ تعلیم، اشاعتِ علم اور شعور وآگہی پیدا کرنے کا وسیلہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے کہ آپ ﷺ نے یکساں طور پر مردوزن کو تعلیم کا حق ہی نہیں دیا، بلکہ حصولِ علم کو فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ کا ہر قدم، ہر فیصلہ فروغ تعلیم، اشاعتِ علم اور دعوتِ علم کے گرد ہی گھومتا ہے۔ حصول واشاعتِ علم کے لیے معلم اور متعلم اس عمل کے دو ایسے ستون ہیں کہ جن پر تعلیم کی پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے میں اساتذہ نہایت قابلِ احترام اور اعلیٰ مقام کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ اپنی عمر، تجربے، منصب اور سماجی مقام کے لحاظ سے اپنے بہت سے حقوق اپنے فرائض کی ادائیگی کی بنیاد پر حاصل کرتے ہیں۔

طلبہ بالعموم اور طالبات بالخصوص اپنی کم عمری، ناتجربہ کاری، ذہنی ناپختگی کی بنا پر اپنے حقوق سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہوسکتے ہیں، لیکن اسوہ رسول اکرم ﷺ میں تعلیمی اداروں میں طلبہ وطالبات کے حقوق اور خصوصاً طالبات کی عزت وناموس کی حفاظت، نسوانیت کا تحفظ ووقار نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ عربی زبان کا مقولہ ہے: "تعرف الأشياء بأضدادها" اس تناظر میں جب سیرت النبی ﷺ کے اندر طلبہ وطالبات کے حقوق، ان کے تحفظ، ان کی شخصی نشوونما، ذہنی پختگی، کردار سازی، مالی معاونت، تزکیہ نفس اور اخلاقی تربیت جیسی اقدار کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ بعثتِ نبوی سے قبل خواتین حقِ زندگی سے لے کر حقِ رائے تک، تعلیم، عزت، ناموس، روزگار، پرورش، تربیت، مذہبی رسومات کی ادائیگی، تمام تر حقوق سے محروم تھیں اور ان کی عزت وناموس ایک کھلونے سے زیادہ مقام نہیں رکھتی تھی۔ ان حالات میں حضور ﷺ کا خواتین / طالبات کو زندگی کے تمام حقوق قانونی، اخلاقی، مذہبی، عملی ہر لحاظ سے ادا کیے اور اس بنیاد پر ایک عملی نظام قائم کرکے دکھایا جو آج کے تمام تعلیمی اداروں اور بالخصوص پاکستان جیسی اسلامی نظریاتی مملکت کے لیے ایک اہم رول ماڈل ہے۔ تعلیمی اداروں میں طالبات کے حقوق اور ان کے تحفظ اور عملی یقینی طور پر ان کی بجاآوری کے لیے نبوی اسوہ حسنہ میں فکری اور عملی لحاظ سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔

فکری رہنمائی: اعتقادی اور فکری اعتبار سے قرآن حکیم نبوی منہج تحفظِ حقوقِ طالبات کا مصدر اول اور اساسی ماخذ ہے۔ قرآن حکیم نے سوسائٹی اور اس کے تمام اداروں میں خواتین کی عزت وناموس کے تحفظ کی تعلیم دی اور ایمانی، اخلاقی، انسانی ہر لحاظ سے طالبات کو معاشرے اور تعلیمی ادارے میں باعزت مقام دیا۔ اور ان کے اس معزز و محترم مقام کی بے حرمتی پر سخت تنبیہات اور دنیا میں قانونی اقدامات اور آخرت میں کڑی سزاؤں کا تصور پیش کیا۔ تحفظِ طالبات کے حوالہ سے یہ فکری رہنمائی درج ذیل نصوص سے واضح ہوتی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ [1] اور بری باتوں کے قریب مت جاؤ اور چاہے وہ ظاہر ہو یا چھپی ہوئی ہو۔"

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ [2] "مومن ہیں جو اپنی شرم گاہوں کے محافظ ہیں۔"

﴿وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ [3] "وہ لوگ نہ تو زنا کرتے ہیں اور جو شخص بھی ایسا فعل کرے گا تو وہ لازمی اس کا گناہ پائے گا۔۔"

سوسائٹی اور تعلیمی اداروں میں اگر طالبات کی عزت وناموس کی حفاظت نہ ہو تو نہ صرف عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند ہو جائیں گے، بلکہ ایسا معاشرہ بھی زیادہ دیر صفحہ ہستی پر قائم نہیں رہ سکتا۔ آزادانہ صنفی میل ملاپ جنسی آلودگی کو جنم دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن حکیم کی ان آیات کی روشنی میں طالبات کے حصولِ علم کے لیے عملی نمونہ ریاستِ مدینہ میں قائم کر کے دکھایا جس کی ایک اہم شق قرآن حکیم نے اس طرح بیان کی ہے: ﴿لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ﴾ [4]

"اگر منافق لوگ اس سے باز نہ آئے اور جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے۔ اور جو شہر میں فساد برپا کرنے والے ہیں تو ہم ان کے مقابلہ کے لیے تمہیں ان کے مدمقابل کھڑا کر دیں گے۔۔"

طالبات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ فکری لحاظ سے سیرت النبی ﷺ میں قرآن حکیم کی روشنی میں ایسی اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیمات ملتی ہیں کہ سوسائٹی میں خواتین اور تعلیمی اداروں میں طالبات خود بھی اپنی ناموس کی حفاظت اور تحفظ کے لیے اپنی زیب وزینت اور نسوانی کشش کی حفاظت کریں تاکہ دعوتِ گناہ کے تمام دروازے بند ہوں، تعلیم وتعلم کا سلسلہ بلا تعطل جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُل لِلمُؤمِناتِ يَغضُضنَ مِن أَبصارِهِنَّ وَيَحفَظنَ فُروجَهُنَّ وَلا يُبدينَ زينَتَهُنَّ إِلّا ما ظَهَرَ مِنها ۖ وَليَضرِبنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيوبِهِنَّ ۖ وَلا يُبدينَ زينَتَهُنَّ إِلّا لِبُعولَتِهِنَّ أَو آبائِهِنَّ أَو آباءِ بُعولَتِهِنَّ أَو أَبنائِهِنَّ أَو أَبناءِ بُعولَتِهِنَّ أَو إِخوانِهِنَّ أَو بَني إِخوانِهِنَّ أَو بَني أَخَواتِهِنَّ أَو نِسائِهِنَّ أَو ما مَلَكَت أَيمانُهُنَّ﴾ [5]

"اے محبوب فرمادیجئے مومن عورتوں کو کہ وہ اپنے گھروں کو ڈھانے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جن کی ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اپنے چہروں کے اوپر پردہ ڈال کر رکھیں اور اپنی زینت کو سوائے اپنے شوہر کے باپ کے لیے یا شوہروں کے آباؤ اجداد کے لیے یا ان کے بیٹوں کے لئے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے لیے یا ان کے بھائیوں کے

لیے یا ان کے بھائیوں کے بیٹوں کے لیے یا ان کی بہنوں کے بیٹوں کے لیے یا ان کی عورتوں کے بیٹوں کے لئے یا جو ممالک ہیں ان کے علاوہ کسی کے لیے زیب و زینت کا ظاہر کرنا جائی ز نہیں ہے۔"

اس فکری رہنمائی میں تحفظِ ناموس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی میں خواتین کی تعلیم و ترقی کو اس قدر یقینی عملی مفید اور تسلسل کے ساتھ قائم کیا کہ سیرت النبی ﷺ کے 23 سال کے مختصر ترین عرصہ میں ایک طرف شرح خواندگی سو فیصد اور دوسری طرف کردار سازی اور تربیت کے لحاظ سے اس معاشرے کو رشکِ ملائکہ بنا دیا۔ اور یہ سب کچھ عورت سے اس کی نسوانیت، اس کی ناموس چھینے بغیر، اسے جنسی کھلونا بنائے بغیر، پورے عدل اور متفقہ انسانی اقدار کی بجا آوری کے ساتھ کیا گیا۔ اور علم و تحقیق اور زندگی میں ہر طرح کی مادی، روحانی ترقی کرنے کے مرد و زن کو یکساں مواقع فراہم کر دیے۔ قرآن حکیم نے جہاں حصولِ علم، اشاعتِ علم، اہمیتِ علم کا ذکر کیا، وہاں صنفی امتیاز کو بیان نہیں کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم و تحقیق کے یہ راستے مرد و زن پر یکساں طور پر کھلے ہیں۔ کیونکہ دونوں برابر کے انسان ہیں۔ دونوں ابن آدم ہیں۔ دونوں اسلامی ریاست کے شہری ہیں۔ دونوں کا رب، ماں باپ، مقصدِ حیات ایک ہے۔ دونوں روح ربانی کے حامل ہیں۔ سماج کی تخلیق، تعمیر، ترقی میں دونوں کا کردار بنیادی نوعیت کا ہے۔ تو دونوں کے لیے تعلیم و ترقی کے پیمانے کیسے مختلف ہو سکتے تھے؟ یہی وجہ ہے کہ حصولِ علم کے اعتبار سے اسوہ رسول ﷺ کا فکری ماخذ (قرآنِ حکیم) جب تلقینِ علم کرتا ہے تو مطلق الفاظ استعمال کرتا ہے جس میں مرد و زن دونوں شامل ہیں۔

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [6] بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ سے اصل میں ڈرنے والے علماء ہی ہیں۔۔"

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ [7]"اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔"

حصول و اشاعتِ علم کے لحاظ سے ان آیات مبارکہ میں مرد و زن میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح تحفظِ ناموسِ انسان میں بھی مرد و زن کا کوئی فرق نہیں۔ مرد، عورت ہر دو کی عزت قابلِ احترام اور لائق تحفظ ہے۔ یہ فکری رہنمائی اسوہ حسنہ کے اندر جب عملی صورت اختیار کرتی ہے تو پھر زیورات سے لدی ہوئی نوجوان عورت تن تنہا حیرہ سے مکہ تک کا سفر کرتی ہے اور راستہ میں اسے کوئی خوف و خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔

تخلیق آدم کے وقت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جو علم الاشیاء عطا فرمایا، اس میں آدم کی ذات کے ساتھ ساتھ آدم کی اولاد بھی شامل تھی۔ اور مرد و زن یکساں طور پر اولادِ آدم ہیں۔ چنانچہ خلافتِ ربانی اور روحِ ربانی کا منصب اور اعزاز بھی مرد و زن میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ اسی لیے حصولِ علم کا میدان بھی دونوں کے لیے یکساں طور پر کھلا رکھا گیا ہے۔ خواتین کی تعلیم ان کی عزت و ناموس کی قیمت کی بجائے ان کی

عزت وناموس کے تحفظ کی بنیاد پر سیرت النبی ﷺ میں ممکن بنائی گئی۔ اور آج ہمارے معاشرے میں اس لائحہ عمل کو اختیار کرنا زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔

تحفظِ ناموسِ طالبات اور ان کے لیے تعلیم وترقی کی راہیں کھولنے، آگے بڑھنے اور اپنی شخصیت اور صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے یہ فکری اصول سیرت النبی ﷺ میں جب عملی شکل اختیار کرتے ہیں تو ریاستِ مدینہ وجود میں آتی ہے۔

عملی رہنمائی: سیرت طیبہ ہمارے لیے عملی رہنمائی بھی مہیا کرتی ہے اس سلسلے میں رسول کریم کی سیرت سے یہ معلوم ہوتا کہ کائنات کے لیے سب سے اہم قدم جو علم ہے وہ انسان کا اخلاق اور اس کا کردار ہے۔ اس سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت جو کہ اخلاق سے متعلق ہے اس کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے جس میں کرم، احسان۔ حلم۔ بردباری کا سبق ملتا ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پہلو تمام پہلوؤں پر غالب ہے کیونکہ اس میں ظلم وستم یا جبر وطاقت کے بغیر ہی اخلاق سے کام لیا جاتا ہے۔ دنیا کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ایک مجسمہ پیش کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر تمام لوگ دنگ رہ جاتے ہیں۔ عملی رہنمائی کے اس معیار کو اگر دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی سیرت مجملہ طرز ہائے حیات کی تکمیل کے لحاظ سے خواتین / طالبات کی تعلیم وترقی اور ان کے تحفظ اور فطری صلاحیتوں کی آبیاری کے لیے آپ ﷺ کی سیرت تا قیامِ قیامت اس قدر محفوظ، واجب الاطاعت اور لائق عمل ہے کہ جس کا ہر پہلو بالواسطہ یا بلاواسطہ طالبات کے تحفظ، ان کی عظمت، پرورش، ولادت، تعلیم وتربیت، معاشی تحفظ، عزت نفس کا لحاظ، ان کے فطری داعیات کا اعتبار ولحاظ مکمل اور جامع انداز سے عملی شکل میں ریاستِ مدینہ میں نظر آتا ہے۔ اور یہ عملی نمونہ اس سماج میں قائم ہوا کہ جہاں بیٹی کی پرورش کو عار سمجھا جاتا تھا: ﴿ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴾[8] "جب (قریش مکہ) کو ان کے گھر میں بیٹی کے پیدا ہونے کی مبارک دی جاتی تھی تو ان کے چہرے کالے ہو جاتے تھے اور وہ خون کا گھونٹ پی لیتے تھے۔"

ایسے حالات میں صنف نازک بشمول طالبات کی ولادت، پرورش، تعلیم جو کہ بوجھ اور عار سمجھی جاتی تھی، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اس کو ایک اعزاز، قربِ الٰہی اور حصولِ جنت کا ذریعہ سمجھا جانے لگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا قَالَ: يَعْنِي الذُّكُورَ - أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ»[9] "جس شخص کے ہاں بھی کوئی بیٹی پیدا ہو نہ تو اس کو قبر میں دفن کرے اور نہ ہی اس کو احساس کمتری کا شکار کرے اور نہ ہی اپنے بیٹے کو اپنی بیٹی کے اوپر ترجیح دے۔ اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔"

«مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ»[10] "جس کی بیٹیاں ہوں، پھر وہ ان کے ساتھ نیکی کرے تو وہ قیامت کے دن اس کی جہنم سے آڑ ہوں گی۔"

حصولِ تعلیم کے مساوی حقوق: تعلیمی اداروں میں ہر طالبہ کو اس کی صلاحیت، رجحان، ذوق اور انتخاب کی بنیاد پر مختلف شعبہ ہائے تعلیم میں داخل ہونے کا بنیادی حق بھی سیرت طیبہ کی روشنی میں ہمیں نظر آتا ہے۔ حضور ﷺ کے تعلیمی اسوہ میں چند مخصوص مستثنیات کے علاوہ باقی کہیں بھی مرد وزن کی تعلیم میں فرق نظر نہیں آتا۔ طالبات کے وہ خصوصی معاملات جن کو قرآن حکیم نے عورات النساء کہا ہے، اس سے ہٹ کر دیگر شعبہ ہائے تعلیم میں طالبات کو حصولِ علم کی جو دعوت دی، بلکہ صحیح تر الفاظ میں تعلیم کا حصول فرض قرار دیا، درج ذیل ارشاداتِ نبوی اس میں رہنما اصولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔«النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا» [11] "لوگوں کی مثالیں بھی سونے اور چاندی کے کانوں کی طرح ہیں اور جو تم میں سے زمانہ جاہلیت میں بہتر ہے تو وہ زمانہ اسلام میں ہی بہتر ہو گا جب کہ وہ اس کا اہل ہو۔"

اس حدیث میں جن لوگوں کو خیر وخوبی کی کانیں قرار دیا گیا ہے، اس میں مرد وزن کا کوئی فرق اور امتیاز نظر نہیں آتا۔ چنانچہ جس طرح مرد مختلف خداداد صلاحیتوں کے مالک ہو سکتے ہیں، اسی طرح عورتیں بھی اپنی فطری خداداد صلاحیتیں رکھتی ہیں۔ لہٰذا تعلیمی اداروں میں طالبات پر حصولِ علم کے کسی خاص شعبہ پر جبر کی بجائے دعوت اور ترغیب کا راستہ اختیار کیا جانا چاہیے۔

اسی طرح ایک طویل حدیث میں جو حصولِ علم کے فضائل بیان کیے، اس میں بھی مرد وزن کی تخصیص نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

"جو شخص علم کی تلاش کے لیے کسی راستے پر چلا اللہ تبارک وتعالی اس کو جنت کی طرف لے کر جائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کے لیے اپنی رحمت کے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم شخص کے لئے جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے وہ سب کے سب بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلی بھی دعا کرتی ہیں اور فضیلت عالم کی عابد پر ایسے ہے جیسا کہ چاند کی ستاروں پر۔"» [12]

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں بھی خواتین (بشمول مسلم طالبات) کے حصولِ علم کے بعض بنیادی گوشوں کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک مسلم طالبہ خواہ وہ کسی بھی میدانِ علم (سائنس / آرٹس / کامرس / طب / انجینئرنگ / فلسفہ / نفسیات) سے تعلق رکھتی ہو، درج ذیل علوم کو حاصل کرنا اس کا حق بھی ہے اور فرض بھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: < يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ > [13]

"اے نبی بے شک جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئی تو آپ ان کی اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور نہ ہی چوری کریں اور نہ ہی زنا کریں اور نہ ہی اپنی اولادوں کو قتل کریں۔"

عمدہ تربیت کا حق: عموماً تعلیم وتعلم کا تعلق نظری، فکری اور ذہنی بالیدگی اور پاکیزگی سے ہوتا ہے۔ لیکن اسلام میں تعلیم اور تربیت کا وہی تعلق ہے جو ایمان اور عمل کا ہے۔ عقل وفطرت سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ آج کل طالبہ جو کل کی ماں اور بیوی اور شوہر کے گھر کی مالکہ بنے گی، اس کے اندر وہ تمام گھر داری کی خوبیاں تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی طور پر پیدا کی جانے چاہییں جن کی بدولت وہ اپنے

خاندانی، نسوانی، سماجی، تعلیمی فرائض کو بطریق احسن سر انجام دے اور آنے والی نسلوں کو خاندان اور سماج کی بہترین خدمت اور تربیت کے لیے تیار کیا جاسکے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا:«العلم بلا عمل وبال، العمل بلا علم ضلال»[14] "علم بغیر عمل کے وبال جان ہے اور عمل بغیر علم کے سراسر گمراہی ہے۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:«العلم بلا عمل جنون، والعمل بغیر علم لا یکون»[15] "اے بیٹے! علم بلا عمل جنون ہے اور عمل بلا علم کبھی نہیں ہو سکتا۔"

عقل سلیم اور فطرتِ مستقیم کی رو سے بھی تعلیم کے ساتھ تربیت کا تعلق روح اور جسم جیسا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں طالبات کے حقوق کے ضمن میں نہ صرف ان کی بہترین انسانی، اخلاقی، نسوانی تربیت کے عملی مظاہر نظر آتے ہیں، بلکہ محض حصولِ علم بلا تربیت کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾[16]

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو جب کہ اپنی ذات کو بھول جاتے ہو اس حال میں کہ تم قرآن کی تلاوت کر رہے ہو کیا تمہیں اس بات کی سمجھ نہیں ہیں۔؟"

تعلیم و تربیت کا یہی فطری اور لازمی تعلق ہے جس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا کے اندر علم بلا تربیت سے پناہ مانگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:«اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا»[17]

"اے اللہ تبارک و تعالی میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ڈرتا نہیں اور ایسی جان سے جو سیر نہیں ہو سکتی اور ایسی دعا سے جو قبول نہیں ہو سکتی۔"

غیر مسلم طالبات کے حقوق: پاکستان ایک مسلم نظریاتی مملکت کے طور پر قائم ہوا۔ اس کے قومی پرچم میں سفید پٹی غیر مسلم اقلیتوں کے تمام انسانی حقوق کے تحفظ اور یقینی ادائیگی کی ضمانت ہے۔ قرار دادِ مقاصد سے لے کر 1973ء تک تمام دساتیر میں غیر مسلموں کے حقوق کو قانونی تحفظ دیا گیا اور عملاً بھی پاکستان میں غیر مسلموں کی حیثیت انڈیا کے مسلمانوں سے بہت بہتر ہے۔ کسی بھی مسلم ریاست کے تعلیمی ادارے میں غیر مسلم طالبات کو میرٹ کی بنیاد پر بلا تفریق مذہب و ملت تعلیم حاصل کرنے کا دستوری اور قانونی حق حاصل ہے۔ ایک پر امن مثالی معاصر اسلامی ریاست کو اس ضمن میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ خصوصاً دورِ خلافتِ راشدہ میں اس کی روشن مثالیں موجود ہیں۔ جنگِ یرموک کے موقع پر مسلمانوں کو جب شام کے کچھ مفتوحہ علاقوں سے پیچھے ہٹنا پڑا تو فوج کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح نے ذمیوں سے جزیہ کی جو رقم وصول کی تھی، وہ یہ کہہ کر واپس کر دی: "ہم نے تمہارا مال واپس کر دیا اس لیے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہمارے خلاف افواج جمع ہیں اور تم سے یہ شرط طے ہوئی تھی کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ ہم اس شرط پر قائم ہیں جو ہم نے باہمی رضامندی سے لکھی تھی۔"[18]

اس اثر سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ غیر مسلم طالبات جو زیر تعلیم ہوں، ان کا یہ حق ہے کہ ادارہ اگر ان کی تعلیمی معاونت اور رہنمائی کرنے سے قاصر ہو تو ان کے اداشدہ واجبات لوٹا دیے جائیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک حکم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ جب بڑی تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور جزیہ سے مستثنیٰ قرار پائے تو خزانہ پر منفی اثر پڑا۔ تو آپ نے غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں عمائدین سلطنت کے تحفظات کو یہ کہہ کر رد فرمایا:''وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاعِيًا إِلَى الإِسْلامِ وَلَمْ يَبْعَثْهُ جَابِيًا؛ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ أهل تِلْكَ الْملَل فَعَلَيهِ من مَالِهِ الصَّدَقَةَ وَلا جِزْيَةَ عَلَيْهِ. [19]

''اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا، ٹیکس وصول کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ سو ان نو مسلموں سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ اگر وہ صاحبِ نصاب ہیں تو ان سے زکاۃ لی جائے گی۔''

حضور ﷺ نے ان غیر مسلموں کے تحفظ کے لیے یہاں تک فرمایا:«أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًاأَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» [20]

''سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا کوئی حق چھینا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوں گا۔''

فطری مساوات کا لحاظ: تعلیمی اداروں میں مختلف خاندانوں اور مختلف مالی حیثیت رکھنے والی طالبات کے مابین تعلیمی اور فطری مساوات قائم رکھنا عقلی لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات طلبہ کی صلاحیت کا تعلق ان کے حسب نسب یا مالی حیثیت سے نہیں ہوتا، بلکہ خداداد صلاحیت کی مالک طالبات بھی مختلف اداروں میں زیر تعلیم ہوتی ہیں، چنانچہ حسب نسب اور مالی اعتبار سے کسی طالبہ کی عزت نفس کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور مالی اور سماجی طور پر مستحکم اور اعلیٰ خاندان کی طالبات کو بلاوجہ ترجیح نہ دی جائے۔ سیرت النبی ﷺ میں اس کی باقاعدہ رہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:«تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ، إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً» [21]

''تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں۔''

یہ ایک مشہور حدیث ہے جس میں ارشاد فرمایا: «لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ، نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا، [22]

''فرمایا کہ جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر کو پہنچادے۔ کیونکہ بہت سے پہنچانے والے جب اس کو پہنچائیں گے تو سننے والے سے لوگ اس سے زیادہ اس کو یاد کرلیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو خوش رکھے جس شخص نے میری بات کو سنا اور اس کو آگے پہنچایا۔''

خندہ پیشانی اور آسانی: تعلیمی اداروں میں طالبات کا ایک بنیادی حق یہ بھی ہے کہ اساتذہ کرام اور دیگر اہلکار ان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور تمام سرکاری وغیر سرکاری امور میں اس حد تک آسانی اور سہولت مہیا کریں جس حد تک قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ کسی نہایت اہم کیس میں انسانی بنیادوں پر قانون کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنے کی بجائے اس کی حقیقی روح کو بھی پیش نظر رکھا جانا چاہیے۔ کیونکہ استاد اور شاگرد کا تعلق صرف رسمی اور مادی نہیں، بلکہ دینی اور روحانی تعلق بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّمَاأَنَالَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ، أُعَلِّمُكُمْ» [23]"میں تمہارے لئے ایک باپ کی طرح ہو جیسا کہ باپ اپنی اولاد کو تعلیم دیتا ہے

حضور ﷺ ہمیشہ طلبہ کے ساتھ نرمی، خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ یہی وصیت آپ ﷺ نے بعد میں آنے والے معلمین کو ارشاد فرمائی۔ طبرانی کی روایت ہے: قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ الْمُرَادِيُّ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بُرْدٍ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: «مَرْحَبًا بطالبِ الْعِلْمِ، طَالِبُ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا، ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ حُبِّهِمْ لِمَا يَطْلُبُ»[24]

صفوان بن عسال کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مسجد میں سرخ چادر کے سہارے تشریف فرماتھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "طالب علم کے لیے خوش آمدید ہے۔ طالب علم پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ فگن ہوتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں حتیٰ کہ آسمانِ دنیا پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہ سب طالب علم کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔"

حدیث مبارکہ ہے: عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: " مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا: «إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّهُمْ سَيَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا» [25]

ابوہارون کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق ہمہیں خوش آمدید کہا۔ کیونکہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک لوگ تمہاری اتباع کریں گے اور اس دنیا کے مختلف کونوں سے دین کا علم حاصل کرنے کے لیے لوگ آئیں گے اور جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کا بھلائی کے ذریعے سے استقبال کرو۔۔"

ان پاکیزہ ہدایات پر عمل سے تعلیمی اداروں میں نہ صرف مثالی ماحول قائم ہو سکتا ہے، بلکہ طلبہ اور اساتذہ کے بہت سے ذہنی، نفسیاتی مسائل بھی کم ہو سکتے ہیں۔ خوش مزاجی، خوش کلامی، خوش خلقی ہمیشہ خوش حالی، خوش بختی، خوش نصیبی ہی مہیا کرتی ہے۔ نبی ﷺ جس طرح انسانیت کو مذہبی اور تہذیبی اِصر واَغلال سے نجات عطا کرتے ہیں، اسی طرح تہذیبِ نفس، تزکیہ نفس، طہارت نفس، ضبط نفس کی پاکیزہ

تعلیمات سے انسانیت کو بد خلقی، کج روی، بد مزاجی اور بد کلامی کے اِصر واغلال سے بھی نجات بخشتے ہیں۔ اور پوری انسانیت کے بالعموم اور مؤمنین کے حق میں بالخصوص ﴿ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾[26] ہیں۔

ابلاغِ علم طالبات کا نہ صرف بنیادی حق ہے، بلکہ مجموعہ حقوق ہے۔ تعلیم و تعلم کے لیے خندہ پیشانی اور خوش خلقی حضور ﷺ کی مستقل سنت ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں آپ ﷺ کے اس اعلیٰ وصف کو ان الفاظ میں بیان کیا تاکہ بعد میں آنے والے معلمین اسی حکمتِ تعلیم سے طلبہ وطالبات کی ذہنی آبیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴾[27]

”یہ رحمت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کہ آپ ان کے لیے بہت ہی رحم دل ہیں اور اگر آپ سخت ہوتے تو یقینی طور پر یہ لوگ آپ کے ارد گرد نہ ہوتے۔ آپ ان کو معاف فرمادیجئے اور ان کی بخشش طلب کیجئے اور ان کو تمام معاملات میں مشورہ کے لیے رکھو۔“

آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی دلیل رب تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾[28] ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔۔“

طلبہ کی تربیت میں جبر واکراہ کی بجائے یہ سہولت اور آسانی، خیر خواہی اور اپنائیت کا احساس طلبہ کا حق اور اساتذہ کا فرض ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال درج ذیل حدیث میں ملتی ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ. مَهْ. فَقَالَ: «ادْنُ، فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا» . قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ: «أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟» قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ» . قَالَ: «أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟» قَالَ: لَا. وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ» . قَالَ: «أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟» قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ» . قَالَ: «أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟» قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ» . قَالَ: «أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟» قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ» . قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ» فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ.[29]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک نوجوان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول۔ مجھے زنا کی اجازت دیجئے؟ جس پر وہاں موجود لوگوں نے اس کو ڈانٹا اور اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنے کی کوشش کی۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریب آو۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو ایسا کام اپنی ماں کے لئے پسند کرتا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ، اللہ کی قسم اللہ تبارک و تعالی مجھے آپ پر فدا کر دے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا لوگ اپنی ماؤں سے محبت نہیں کرتے ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس

کام کو اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں یارسول اللہ، اللہ تبارک و تعالی مجھے آپ پر فدا کرے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیالوگ اپنی بیٹیوں سے محبت نہیں کرتے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ، جس پر آپ نے فرمایا کیالوگ ان سے محبت نہیں کرتے ہیں؟ پھر فرمایا کہ یہ کام کیا تو اپنی بیوی کے لیے پسند کرتا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ۔۔ جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیالوگ اپنی بیویوں سے محبت نہیں کرتے ہیں؟ پھر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو یہ کام اپنی خالہ کے لئے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ اور اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیالوگ اپنی خالاوں سے محبت نہیں کرتے ہیں؟ تو اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا اور آپ نے دعا کی اے اللہ تبارک و تعالی اس کے گناہوں کو معاف فرمادے اور اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ تو اس کے بعد وہ نوجوان کبھی بھی زنا کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

کس قدر قبیح عمل کی اس نوجوان نے اجازت مانگی اور کس قدر پُر حکمت اور خیر خواہی کے اسلوب سے نبی کریم ﷺ نے اس کی تربیت کی۔ اس کا عشر عشیر تعلیمی اداروں میں اساتذہ، گھروں میں والدین اور سماج میں دوسرے مربی حضرات اختیار کر لیں تو نوجوان نسل مثالی مسلم نوجوان بن سکتے ہیں۔ خصوصاً طالبات کے حق میں یہ طرزِ تربیت تعلیمی اداروں میں وقت کی بنیادی ضرورت ہے جو ہر قسم کی اخلاقی، جنسی، ذہنی آوارگی سے طالبات کو آج کے سوشل میڈیا کے دور میں بھی پاک دامن بنا سکتی ہے۔

طالبات کی ذہنی سطح کا لحاظ: تعلیمی اور تربیتی عمل کے دوران طالبات کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھنا، انہیں ان کے قریبی ماحول کی مثالوں سے سمجھانا، الفاظ کا چناؤ، مخاطب کو یکساں توجہ اور وقت دینا بھی ان کا حق ہے۔ جس کے بارے میں سیرت النبی میں رہنمائی ملتی ہے، جس کا اولین اظہار آپ ﷺ کے طرزِ عمل سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ بات کو تین مرتبہ دہراتے اور مخاطب کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلاَثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ. [30]

رسول اللہ جب بھی کوئی ارشاد فرماتے تو ہر کلمہ کو تین مرتبہ دہراتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے الفاظ کی خوب سمجھ آجاتی۔۔

قریبی ماحول، مانوس الفاظ اور تہذیبی سطح کے مطابق حکمت آمیز گفتگو نبی کریم ﷺ کے اسالیبِ تعلیم کا مستقل حصہ تھا۔ حساس ترین معاملات کو بھی آپ ﷺ اس عظیم ترین اسلوبِ حکمت کے تحت حل فرماتے تھے۔ تعلیمی اداروں میں ہر سطح کی طالبات داخل ہوتی ہیں۔ تعلیمی عمل میں ان کی ذہنی سطح، تہذیبی پس منظر کے مطابق الفاظ کا چناؤ اور ان الفاظ کے مطابق معلم کا طرزِ عمل طالبات کے لیے تعلیم کے دروازے اور شوق کی راہیں کشادہ رکھتا ہے۔ یہی ان کا حق ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس، ذہنی بالیدگی، فکری رجحانات، قلبی میلانات کی اصلاح اور تعمیر کے لیے اسی نبوی حکمت عملی کو اختیار کیا جائے۔ اس تناظر میں جہاں یہ طرزِ تعلیم معلمین کا فرض ہے، تو طالبات کا حق ہے۔ اس کی ایک اور بہترین مثال درج ذیل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ، وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟»، قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟»، قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِرْقٌ نَزَعَهَا، قَالَ: «وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ»، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ. [31]

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ کی بارگاہ میں آیا اس نے کہا کہ میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کا بیٹا پیدا کیا ہے جبکہ میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ جس پر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ یارسول اللہ۔ کہا کہ اس میں کون سا رنگ کے ہیں؟ سرخ رنگ کے ہیں۔ اس نے عرض کی۔ فرمایا کہ کیا ان میں سے کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ بے شک ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ رنگ کس طریقے سے آگیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس شخص نے کہا کہ شاید کہ ان اونٹوں کی نسل میں پہلے کوئی اس رنگ کا اونٹ موجود ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں کا حال بھی کچھ اسی طرح ہے۔

تعلیمی عمل میں طالبات کا حق ہے کہ معلم اپنی اور طلبہ کی ذہنی صلاحیت کے فرق کو ملحوظ رکھے۔ اہل علم کے ہاں یہ بات متداول ہے: ''علموا أولادكم فإنهم مخلوقون لزمان غير زمانكم.'' "تم اپنے بچوں کو تعلیم دو، اس لیے کہ وہ ایسے زمانے کے لوگ ہیں جو تمہارے زمانے سے مختلف ہے۔"

عقلی لحاظ سے اس بات میں علمی وزن موجود ہے۔ کیونکہ وقت کی رفتار، تبدیلی احوال، تمدن کا ارتقا اور حالات کی گونا گوئی ہر دور میں ایک اٹل حقیقت رہی ہے۔ لہٰذا طالبات کی تعلیم و تربیت کے دوران اس ذہنی فرق و امتیاز کا لحاظ رکھنا وقت کا بنیادی تقاضا ہے۔

حالاتِ حاضرہ اور عالمی امور کا شعور: نبی کریم ﷺ نے اپنے زیرِ تربیت طلبہ عظام یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جس نہج پر تربیت فرمائی تھی، اس کی بدولت یہ لوگ راتوں کے راہب اور دن کے شاہسوار تھے۔ ان کی خلوتیں، ان کی جلوتوں سے زیادہ پاکیزہ تھیں۔ ان کا علم صرف زبان پر ہی نہیں تھا، بلکہ ان کے کردار پر بھی نظر آتا تھا۔ وہ گفتار کے غازی ہونے کے ساتھ ساتھ کردار کے بھی فاتح تھے۔ ان کے ہاں نچلی سطح سے لے کر عالمی سطح تک کے مسائل کے ادراک اور ان کے حل کی صلاحیت پائی جاتی تھی۔ جس کی روشن اور واضح مثال خلافتِ راشدہ کا تیس سالہ دور ہے۔ بلکہ اس سے قبل نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا پر عزم خطبہ اور پھر فاتحِ ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فتحِ ایران کے بعد ایران کے مقتدر حلقوں کے سامنے تقاریر، اس طرح وقتاً فوقتاً قیصرِ روم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراسلت اور وحدتِ امت کے پرخطر دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کے ساتھ مراسلت کا ایک ایک لفظ گواہ ہے۔ خوفِ طوالت سے ان متون کا حوالہ دینے کی بجائے صرف اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل کتب کا مطالعہ نہایت مفید اور نتیجہ خیز ہو گا:

1. کتاب الخراج از امام ابو یوسف کے متعلقہ ابواب

2. کتاب الاموال از ابو عبید القاسم بن سلام کے متعلقہ ابواب
3. طبقات ابن سعد کی متعلقہ مباحث
4. حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط از ڈاکٹر خورشید احمد فارق، پروفیسر دہلی یونیورسٹی، انڈیا۔ ناشر: ادارہ اسلامیات، انارکلی،لاہور، طبع اول: مئی 1978ء
5. حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما از ڈاکٹر طہ حسین، ترجمہ: شاہ حسن عطا، ناشر: نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع: 1989ء
6. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں از ڈاکٹر طہ حسین، ترجمہ: علامہ عبد الحمید نعمانی، ناشر: نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع: ستمبر 987ء
7. حضرت علی رضی اللہ عنہ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں از ڈاکٹر طہ حسین، ترجمہ: علامہ عبد الحمید نعمانی، ناشر: فرید بک ڈپو، نیو دہلی، طبع: نومبر 2005ء

عصری تحدیات کا ادراک: نبوی نظام تعلیم جس میں طالبات / صحابیات کو جس طرح آراستہ کیا، ان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو نشوونما دی گئی، وہ صرف اخلاقی اور مذہبی نوعیت کا ہی نہ تھا، بلکہ اپنے زمانے کی تعمیر اور مابعد کے ادوار کے فہم وادراک کی صلاحیتوں کا بھی حظِ وافر کا حامل تھا۔ اس تناظر میں معاصر تحدیات (Modern and live challenges) کے لیے طالبات کی تربیت کرنا بھی ان کا حق ہے۔ کیونکہ انہوں نے نسلِ نو کی تربیت کرنی ہے۔ اس لیے عورت کی تعلیم پورے خاندان کی تعلیم کی ضمانت ہے۔ حضرت خولہ عطارہ (عطر فروش) تھیں۔[32] حضرت قیلہ انماریہ کامیاب بزنس پرسن تھیں۔[33] حضرت رفیدہ دورِ رسالت کی کامیاب سرجن تھیں۔

ابن ہشام نے لکھا ہے: كَانَتْ تُدَاوِي الْجَرْحَى، وَتَحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلَى خِدْمَةِ مَنْ كَانَتْ بِهِ ضَيْعَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ.[34]

"یہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔"

جامعہ نبویہ کی یہ فارغ التحصیل خواتین معاشرے پر نہ تو بوجھ تھیں اور نہ یہ عضو معطل۔ دوسری طرف وہ سیکولر کلچر کی طرح بے لگام وبے حجاب بھی نہ تھیں۔ شرم وحیا اور ستر وحجاب کی حدود کے اندر مردوزن کا اختلاط بھی تھا۔ وہ رزقِ حلال کماتی تھیں۔ مشاطہ (دلہن تیار کرنا)، قابلہ (آیا)، ختانہ (خواتین کے مخصوص آپریشن کرنا)، اور حضانہ (دوسروں کے بچوں کی رضاعت اور پرورش) جیسے معزز فنون کی ماہر تھیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ پیکر شرم وحیا تھیں۔ کیونکہ ان کی تربیت کے لیے یہی ارشاداتِ نبوی کافی تھے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ»[35]

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت اختیار کی گئی ہے جو عورتیں مردوں کے ساتھ ملنا چاہتی ہیں۔

خلاصہ بحث / سفارشات: تعلیمی اداروں میں طالبات کے حقوق کی یقینی بجا آوری، ان کی ناموس و تکریم کا عملی تحفظ، ان کی جسمانی، ذہنی، فطری، مخفی صلاحیتوں کی آبیاری اور انہیں ہر اعتبار سے مسلم سماج کا مفید اور متحرک رکن بنانے کے لیے نبوی نظامِ حیات کا درج بالا مختصر سا نقشہ عملی اور اطلاقی کمزوری کی وجہ سے محض کتب و تقاریر کی زینت بن چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے عملاً اداروں کے اندر قائم کیا جائے اور اس پر کڑی نظر بھی رکھی جائے۔ تاکہ طالبات میں عمدہ گھرداری کی صلاحیت، نسلِ نو کی تربیت کی اہلیت، بے وسیلہ طالبات کی خود مختاری اور خود داری کو قائم رکھتے ہوئے زکوۃ و خیرات کی بجائے ہنر مندی کے ذریعہ ان کو بالا کیا جائے۔ نسوانی تعلیمی و فنی اداروں کے قیام کی نبوی حکمت عملی کو اپنایا جائے۔ کم وسائل میں اعلیٰ کارکردگی کے عزم صمیم کو یقینی بنایا جائے۔ مخالفت و مزاحمت میں مایوسی اور بد دلی کی بجائے ثابت قدمی اور استقلال کو بروئے کار لایا جائے۔ آج کے دور میں وبائی ماحول اور اس کی خصوصی اقدامات، اصول و مسائل صحت سے طالبات کو آگاہ رکھا جائے اور وقت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نئے تقاضوں کے مطابق ان کی اخلاقی، ذہنی، دینی، نفسیاتی ایسی تربیت کی جائے جس کی بنیاد دورِ نبوت اور جس کی تعمیر روحِ عصر کی ترجمان ہو۔

یعنی حضور کریم ﷺ پر کامل ایمان اور حقیقی اتباع کا تقاضا ہے کہ سماج کے پست طبقوں کو بالاتر کیا جائے۔ اور ان کو حقوق سے محروم کرنے والی خفیہ یا علانیہ قوتوں کو نظامِ نبوی کے دائرہ کار میں لایا جائے۔

حوالہ جات:

---

1 الانعام:6:151

Al-An'am: 6:151

2 المؤمنون:5:23

Al-Mu'minun: 23:5

3 الفرقان:68:25

Furqan: 25:68

4 الأحزاب:60:33

Al-Ahzab: 33:60

5 النور:31:24

Al-Noor: 24:31

6 فاطر:28:35

Fatir: 35:28

7 المجادلة:11:58

Al-Mujadalah: 58:11

8 النحل:58:16

Al-Nahl: 16:58

9 أبوداود، سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، بيروت دار الحيا، التراث العربي 1424ھ كتاب الأدب، باب في فضل من عال يتيما، ح:5146

Abu Dawood, Sulaiman bn alashas Alsajistani, Sunan Abi Dawood, Beirut Dar al-Hiya, al-Trath al-Arabi 1424 AH, Kitab al-Adab, Chapter Fi Fazl min al Yatima, H: 5146

10 القشيري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، بيروت دار الحيا، التراث العربي 1419ھ كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، ح:2629

Al-Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Beirut Dar al-Hiya, Al-Trath al-Arabi 1419 AH, Kitab al-Albar wal-Salaat wal-Adaab, Chapter Fazl al-Ihsaan to al-Binat, H: 2629

11 القشيري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب الأرواح جنود مجندة، ح:2638

Al-Qashiri, , Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Albar wal-Salaat wal-Adaab, Chapter Al-Rawmi Junwad Majundah, H: 2638

12 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن سورہ، سنن الترمذي، أبواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، ح:2682

At-Tirmidi, Abu esa Muhammad bn sawrah ,, Sunan al-Tirmidhi, Chapters of Knowledge, Chapter Ma Jaya in Fazl al-Fiqh Ali al-Ibadah, H: 2682

13 الممتحنة:12:60

Al-Mumtahana: 60:12

14 القشيري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، غرر الحكم، بيروت، دار الكتب العلمية، 1422ھ:1588،1587

Al-Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Gharr al-Hakam, Beirut, Dar al-Kitab Ulamiyyah, .1422 AH: 1587, 1588

15 الغزالی، ابوحامد محمد ابن محمد أيها الولد، کراچی مکتبۃ المدینۃ 1415ھ، ص25

Al-Ghazali, Abu Hamid Muhammad bn Muhammad Iha-ul-Wald, Karachi School of Madinah 1415 AH, p. 25

16 البقرة:2:44

Al-Baqarah: 2:44

17 القشيري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل۔۔۔، ح:2722

Al-Qashiri, , Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Dhikr wal Dua, chapter of al-Tawz min shar ma act. , H: 2722

18 أبو يوسف، يعقوب بن ابراهيم، كتاب الخراج، بيروت، دار الكتب العلمية، 1425ھ ص:153

Abu Yusuf, Yaqoob bn Ibrahim, Kitab Al-Kharaj, Beirut, Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1425 AH, p. 153

19 أبو يوسف، يعقوب بن ابراهيم، كتاب الخراج ص:144.

Abu Yusuf, Yaqoob bn Ibrahim, Kitab Al-Kharaj, p: 144
.

20 أبوداود، سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تعشير أهل الذمة، ح:3052

Abu Dawood, Sulaiman bn alashas Alsajistani, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Kharaj wal Imarat walfi, chapter fi Tashir Ahl al-Zumah, H: 3052

21 البخاري، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب قول الله تعالى: يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى، ح:349

Al-Bukhari, Muhammad bn Isamail, Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Manaqib, Chapter Qul Allah Ta'ala: Ya Iha Naas Inna Khalqnakam Min Zikr and Anthi, H: 349

22ابن ماجہ، محمد ابن یزید سنن ابن ماجہ، بیروت، دارالاحیاالتراث العربی1420ھ المقدمۃ، باب من بلغ علما، ح:230،233

Ibn Majah, Muhammmad bn Yazeed, Sunan Ibn Majah, Beirut, Dar al-Ahiya al-Tarath al-Arabi, 1420 AH al-Muqadamah, Chapter Min Balg Ulama, H: 230, 233

23ابن ماجہ، محمد ابن یزید سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ وسننھا، باب الاستنجاء بالحجارۃ، ح:313

Ibn Majah, Muhammmad bn Yazeed Sunan Ibn Majah, Kitab al-Taharah and Sunnah, Chapter al-Istanjaa al-Hijra, H: 313

24الطبراني، ابوالقاسم سلیمان ابن احمد، المعجم الکبیر، بیروت، دارالمعرفہ1425ھ ج:8، ص:54، ح:7347

Al-Tabarani,Abu qasim Sulaiman bn Ahmed Al-Mu'jam al-Kabeer, Beirut, Dar al-Marifa 1425 AH, Volume: 8, P: 54, H: 7347

25ابن ماجہ، محمد ابن یزید سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب الوصاۃ بطلبۃ العلم، ح:249

Ibn Majah, Muhammmad bn Yazeed Sunan Ibn Majah, Al-Muqadamah, Chapter Al-Wasaat Batalbat Al-Ilam, H: 249

26التوبۃ:9:128

Toba : 9:128

27آل عمران:3:159

Al-Imran: 3:159

28القلم:68:4

Al-Qalam: 68:4

29ابن حنبل، احمد، مسند أحمد، بیروت دارالفکر1421ھ ج:36، ص:545، ح:22211

Ibn Hanbal,Ahmed Musnad Ahmad, Beirut Dar al-Fikr 1421 AH Vol: 36, P: 545, H: 22211

30البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، کتاب العلم، باب من أعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه، ح:95

Al-Bukhari, Muhammad bn Isamail, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ilam, Chapter Man Aad al-Hadith Talasa Leifham Anhu, H: 95

31البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب من شبہ أصلا معلوما بأصل مبین، ح:7314

Al-Bukhari, Muhammad bn Isamail, Sahih Al-Bukhari, Kitab al-Itsaam in the book and the Sunnah, Chapter Min-Shaba Asla-Makhma-Ba-Asl-Mubeen, H: 7314

32ابن الأثیر، ابوالحسن علی بن محمد، أسد الغابۃ، بیروت، دارالفکر1417ھ ج:5، ص:432–433

Ibn al-Athir, Abu Alhasan Ali bn Muhammad, Usad al-Ghabah, Beirut, Dar al-Fikr, 1417 AH, Vol.5, pp. 432-433

33ابن الأثیر، ابوالحسن علی بن محمد، أسد الغابۃ، ج:5، ص:525

Ibn al-Athir, Abu Alhasan Ali bn Muhammad , Usad al-Ghabah, Vol. 5, p. 525

34ابن هشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، بیروت دار الکتب العلمیہ 1417ھ ج:2، ص:239
Ibn Hisham, Abu Muahmmad Abdulmalik bn Hisham ,Al-Sirat al-Nabawiyyah, Beirut Dar al-Kitab al-Ulamiyyah 1417 AH, Vol. 2, p. 239

35البخاری، محمد بن اسماعیل،، صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، والمتشبھات بالرجال، ح:5885
Al-Bukhari, Muhammad bn Isamail, Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Drab, Chapter Al-Mutishbahun Bal-Nisaa and Wal-Mishbaat Bal-Rijal, H: 5885

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.